روحانیت اور اسلام

(از مولوی ابو سعید امام الدین صاحب امام مظفر نگری متعلم مدرسہ رحمانیہ دہلی)

غیر منصفانہ طریق اور تنگ نظری یہ دو چیزیں ایسی مہلک ہیں کہ جہاں کسی انسان کے دل و دماغ پر انکا تسلط ہو وہ کسی حالت میں بھی حقانیت اور صداقت کو اس کی اصلی صورت میں لوگوں کے سامنے پیش نہیں کر سکتا بلکہ وہ ایک سچی اور حق بات کو ایک ایسے عجیب و غریب رنگ میں لاکر لوگوں کے سامنے ظاہر کرتا ہے جس سے کم فہم انسان ایک غیر معمولی کشمکش میں مبتلا ہو کر رہ جاتا ہے۔ مثال کے طور پر معاندین اسلام کو دیکھئے جن کے دل و دماغ انھیں دو چیزوں سے متاثر ہو چکے ہیں جس کی وجہ سے آئے دن مذہب اسلام پر ناشائستہ حملے اور طرح طرح کے اعتراضات کرتے رہتے ہیں ان لوگوں نے جہاں اور بہت سے اعتراض اسلام پر کئے ان میں سے ایک نہایت عجیب تر اور مضحکہ خیز اعتراض یہ ہے کہ اسلام جس کو اپنے رحمۃ للعالمین ہونے کا دعویٰ ہے اس نے اپنے ماننے والوں کو روحانی تعلیم سے بالکل خالی رکھا ہے۔ آج کی صحبت میں میں اس کی تردید کرنا چاہتا ہوں اور دکھانا چاہتا ہوں کہ مذہب اسلام روحانی تعلیم سے خالی نہیں ہے بلکہ اپنے ماننے والوں پر روحانی تعلیم حاصل کرنے کو فرض قرار دیا ہے۔

قدرت نے انسان کے اندر فطرۃً دو قوتیں ودلیعت کی ہیں ایک حیوانیت اور دوسری روحانیت۔ پہلی قوت کے لحاظ سے وہ حیوان بشکل انسان ہے اور دوسری قوت کے اعتبار سے فرشتہ بصورت انسان ہے۔ پس اب ضروری تھا کہ ہر ایک کے تحفظ اور ترقی کیلئے ایسے اسباب مہیا کئے جائیں جس سے انسان کی ظاہری اور باطنی حالت درست رہ سکے حالت ظاہری کو درست رکھنے کیلئے ورزش اور باطنی حالت کی مضبوطی کیلئے مذہب مقرر ہوا۔ جس طرح ورزش کی غرض و غایت یہ ہے کہ جسمانی اعضا طاقتور اور مضبوط رہیں نیز تعلیم کا منشا یہ ہے کہ دماغی قوت میں اضافہ ہو۔ اسی طرح مذہب کا اصلی مقصد صرف یہ ہے کہ وہ ہماری اخلاقی اور روحانی ترقی کیلئے معاون و مددگار ثابت ہو۔ مذہبی عبادات اور اعمال صرف یہی چاہتے ہیں کہ ہم کو دنیاوی معاملات سے برطرف رکھتے ہوئے ہمارے قوائے باطنی کو بیدار کریں تاکہ ہم کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے قربت کیلئے ایک صحیح راستہ ملجائے جو مذہب ان چیزوں سے خالی ہو جن سے روحانی ترقی میں اضافہ نہ ہو حقیقت میں وہ مذہب اپنے فرائض کو صحیح معنوں میں ادا نہیں کر سکتا جس طرح نیک کام کا عمل میں لانا کسی خاص طبقہ کے ساتھ مختص نہیں ہے اسی طرح روحانی ترقی کسی خاص مذہب کیلئے معین نہیں ہے بلکہ کم و بیش ہر مذہب کے اندر اس کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔

روح اور جسم کا آپس میں ایسا تعلق ہے کہ ظاہر میں ہم کو اسکی مثال نہیں ملسکتی قرآن مجید نے صرف اتنا کہدیا قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي یعنی روح میرے پروردگار کا حکم ہے مذہب اسلام کے علاوہ اگرچہ دیگر مذاہب میں بھی روحانی تعلیم دی گئی ہے لیکن ہر انسان اس تعلیم پر عمل نہیں کر سکتا تھا بلکہ اس تعلیم کو ایک خاص طبقہ تک محدود

رکھا گیا تھا چنانچہ ہندوؤں میں جو لوگ اور عیسائیوں میں رہبانیت اسی غرض سے ہے کہ وہ روحانی قوت حاصل کریں اس نعمت کے حصول کیلئے اسقدر محنت اور مشقت سے کام لیا گیا کہ کسی اور کام میں اسقدر کوشش نہیں کی گئی کسی نے گھر بار کو ترک کیا اور جنگل کی راہ لی کسی نے کھانا پینا ترک کیا کسی نے سانس بند کیا کسی نے ہاتھ پاؤں کو شل کیا جس جانب بیٹھے پہلو نہیں بدلا۔ اگرچہ اس قسم کی چیزیں نسل انسانی میں ایک زبردست رخنہ ڈالنے والی تھیں مگر پھر بھی لوگوں نے اسے اختیار کیا۔ گو بعد میں رفتہ رفتہ اس قسم کی عبادات کا وجود ختم ہوگیا۔ عیسائیوں کے اندر بعض طبقوں نے رہبانیت کو اختیار کیا۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے وَرَهْبَانِيَّةً ابْتَدَعُوهَا مَا كَتَبْنَاهَا عَلَيْهِمْ إِلَّا ابْتِغَاءَ رِضْوَانِ اللَّهِ الآیہ یعنی دنیا کا ترک کردینا جو انھوں نے خود بخود خدا کو خوش کرنے کیلئے ایجاد کر لیا تھا ہم نے ان پر یہ فرض نہیں کیا تھا انھوں نے اس کو کافی طور پر ادا نہیں کیا۔ جو ان میں سے ایمان لایا اس کو ہم نے بہترین صلہ دیا لیکن ان میں سے اکثر فاسق ہیں۔ عیسائیوں میں اس سے روحانی تعلیم کا یہ نتیجہ ہوا کہ جب روم کے ایک تالاب کو صاف کیا گیا تو اس سے چھ ہزار نوزائیدہ بچوں کی کھوپریاں برآمد ہوئیں جو خفیہ بدکاری کا نتیجہ تھیں۔

الغرض اس قسم کی ریاضتیں دیر تک قائم نہ رہ سکیں اور رفتہ رفتہ تنزلی کی طرف مائل ہوگئیں ان مذاہب میں ایک زبردست خرابی یہ بھی تھی کہ ایک طرف جہاں پر روحانی ترقی کے اعلیٰ مدارج حاصل کرنے کیلئے تعلیم دی تھی۔ دوسری طرف عوام الناس کو اس سے بالکل محروم کردیا گیا تھا۔ بانیان مذاہب نے مذہبی تعلیم کے دو حصے کردیئے تھے ایک خواص کیلئے اور ایک عوام کیلئے۔ مذہب کا باطنی حصہ مخصوص حضرات کیلئے تھا اس کے اندر جسکو چاہتے داخل کرتے اور جسکو چاہتے علیحدہ رکھتے۔ ہندوؤں میں برہمنوں کے اندر اس روحانی تعلیم کا اس شخص کو مستحق سمجھا جاتا تھا جو چالیس سال تک بلا کسی عذر و معذرت ان کی فرمانبرداری کرتا اس کے بعد بھی ستر برس تک روحانی تعلیم کے اعلیٰ درجہ میں شامل نہیں کیا جاتا تھا روحانی تعلیم کا حاصل کرنا صرف برہمنوں کا کام تھا۔ اگر حقیقت میں نگاہوں سے دیکھا جائے تو یہ خود غرض لوگوں کا ایک حیلہ تھا جسکو انھوں نے عوام اور خواص میں منقسم کردیا تھا۔ الغرض اس سے یہ بات تو ثابت ہوگئی کہ دوسرے مذاہب نے بھی روحانی تعلیم پھیلانے کی کوشش کی ہے لیکن وہ اس علمی دنیا میں کسقدر بے کار اور مہمل ثابت ہو کر رہ گئے۔

آیئے اب میں آپ کو بتاؤں کہ اسلام نے روحانی تعلیم کا کیا طریقہ اختیار کیا آیا مذہب اسلام نے بھی روحانی تعلیم کو ایک خاص طبقہ تک محدود رکھا یا ہر طالب حق کو اس میں حصہ لینے کا موقع دیا ہے۔ اسلام اپنے اس دعوے میں بالکل حق بجانب کہ میں رحمۃ للعالمین ہوں۔ مذہب اسلام کی تعلیم خواہ روحانی ہو خواہ جسمانی تمام خاص و عام پر برابر نور افشاں۔ اسلام نے ایسی صورت اختیار نہیں کی جس سے کسی قسم کی تفریق پیدا ہو اور اس قسم کا کوئی طبقہ پیدا ہی نہیں ہونے دیا جس کے ساتھ روحانی تعلیم مختص ہو۔ ہاں البتہ جس طرح دماغی اور اخلاقی ترقی انسانی کوشش پر منحصر ہے اسی طرح روحانی ترقی بھی صرف ذاتی سعی و کوشش پر موقوف ہے اور دوسری چیز یہ بھی مذہب اسلام میں ہے کہ عبادات کچھ اسقدر تکلیف دہ مقرر نہیں کیں جن سے عوام عاجز آکر چھوڑ دیں اور ان کی طاقت سے باہر ہو اور امور دنیاوی میں خلل پیدا کریں

اسلام نے جسقدر عبادتیں فرض کی ہیں سب کا مقصد صرف یہ ہے کہ روحانی قوت کے اندر ترقی ہو۔ روحانی ترقی کا کوئی خاص معیار مقرر کرنا بہت مشکل ہے لیکن جب جملہ مذاہب کی روحانی تعلیم پر ایک غائر نظر ڈالی جاتی ہے تو ہمارا ضمیر اس بات کا فیصلہ کرتا ہے کہ روحانیت کیلئے دل کا پاک صاف رہنا۔ طہارت نیز راستگوئی کی اشد ترین ضرورت ہے۔ اب دیکھا جائے کہ عبادات اسلامی میں ان اشیاء کا وجود کسقدر ہے چنانچہ جب ہم عبادات اسلامی کے عظیم الشان رکن نماز کو دیکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ اس کیلئے طہارت کا ہونا ضروری ہے یعنی نماز کے لئے وضو کرنا۔ خشوع خضوع کے ساتھ ارکان صلوٰۃ کو ادا کرنا چلہ کشی کا لطف صیام رمضان میں حاصل ہونا۔ عاجزی اور انکساری کے لئے حج، یہ چیزیں روحانی ترقی کے لئے کافی ہیں۔ اور اگر کوئی انسان ان تمام امور کو بجا لاکر مزید ترقی کرنا چاہے تو اس کو اجازت ہے کہ فرائض کے ساتھ جس قدر چاہے نوافل ادا کرے۔ مذہب اسلام میں بھی ایسے ایسے لوگ پیدا ہوئے جنھوں نے شب بیداری کی مدتوں تک روزے رکھے اور دنیا کی کوئی نعمت استعمال نہیں مگر پھر بھی ان میں زبردست خوبی یہ تھی کہ اسقدر ریاضت کے باوجود دنیا سے علیحدہ نہیں ہوئے اور جو فرائض دنیوی ان کے ذمہ عائد ہوتے تھے ان کو بخوبی ادا کیا۔ ساتھ ہی روحانی ترقی میں بھی اضافہ ہوتا رہا۔ روحانی ترقی کا کوئی زینہ ایسا نہیں چھوڑا جو انھوں نے حاصل نہ کیا ہو جو بھی کچھ انھوں نے روحانی ترقی حاصل کی وہ سب ان عبادات اسلامی کی تعمیل کا نتیجہ تھی۔

روحانی طاقت کے متعلق اہل یورپ میں جو انقلاب پیدا ہوا وہ نہایت ہی عجیب ہے۔ ایک زمانہ اہل یورپ پر وہ گذرا جبکہ مذہبی اعتبار سے۔ بھوت۔ پریت اور جادو کا اعتقاد ان کے یہاں مسلم تھا اسی بنا پر بہت سی ایسی بے گناہ عورتیں ہیں جن کو لوگوں نے چڑیل اور ڈائن سمجھکر نذر آتش کر دیا تھا۔ اس کی تصدیق اس سے بخوبی ہو سکتی ہے کہ ۱۵۸۰ء سے ۱۵۹۵ء تک صوبہ لورین میں تقریباً ایک ہزار عورتیں جادوگری کے الزام میں زندہ جلادی گئیں تھیں پھر ایک زمانہ ایسا بھی آیا اور ان کے خیالات میں تغیر پیدا ہوا اور یہانتک ان لوگوں نے اپنے خیالات کو بدلا کہ ان اوہام کے ساتھ ساتھ روح اور خدا کے وجود کا بھی انکار کر دیا لیکن کچھ مدت گذرنے پر اب ان کے خیالات کی رو پھر بدلی اور مسمریزم کی تحقیق میں اسقدر انہماک سے کام لیا کہ اہل مغرب کے فلاسفہ روحانیت جدید تک جا پہنچے۔ چنانچہ سائنس اور فلسفہ کے بڑے بڑے اساتذہ نے یہ بھی تسلیم کر لیا کہ روحیں اپنے جسم کے فنا ہونے کے بعد بھی مادی اشیا میں اپنا اثر ڈالکر اپنا اظہار کر سکتی ہیں۔

ان واقعات سے ان لوگوں کی بھی تردید ہو جاتی ہے جو روحانیت کے قائل نہیں ہیں۔ نیز ان لوگوں کے خیالات بھی باطل ہیں جو خیال کرتے ہیں کہ مذہب اسلام روحانی تعلیم سے خالی ہے۔

ضروری اعلان ۔ حسب قاعدہ مدرسہ رحمانیہ ۸ شوال کو کھل جائیگا اور ۱۲ سے پڑھائی شروع ہو جائے گی۔ انشاء اللہ۔ اللہ تعالیٰ اس سال کو بھی مبارک اور خیر و خوبی والا کرے آمین

عبدالوہاب (مہتمم مدرسہ دار الحدیث رحمانیہ دہلی)